انصاف کی عدالت میں

اسلام کی حیثیت کو مجروح کرنے کیلئے دشمنانِ اسلام نے صحابہ کرام پر جو طرح طرح کے بہتان تراشے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انکا جواب ارشاد فرمایا ہے، اس رسالہ میں اسی سلسلے کا ایک مختصر ساخاکہ پیش کیا گیا ہے

ابوالحسن غفرلہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

”انتساب“

پیاری بچی ھادیہ کے نام

اللہ کریم محض اپنے فضل وکرم سے ان بچیوں کو ایسا بنا دے جس طرف نبی کریم ﷺ نے حدیث پاک ”حبب الی من دنیا کم ثلث“ میں ارشاد فرمایا اور یہ کہ وہ اللہ اور اس کے حبیب کی نظروں میں سما جائیں، اللہ کے حکم اور حبیب پاک ﷺ کے مبارک طریقوں میں ڈھل جائیں اور سایہ رحمت میں جگہ پا کر اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت پا جائیں، نیک نصیب ہوں اور ذخیرہ آخرت بن جائیں۔

امین یارب العالمین

عنوانات	صفحہ
عدالت کا نظام انصاف	4
اسلام کا دعویٰ	6
اس کیس کو لڑنے کیلئے دشمنانِ اسلام کا سربراہ کون؟	8
دعویٰ پر شہادت	9
گواہوں کے خلاف الزامات	11
(۱)۔ جرح اور جواب	12
(۲)۔ جرح اور جواب	13
(۳)۔ جرح اور جواب	16-17
(۴)۔ جرح اور جواب	18
(۵)۔ جرح اور جواب	19-20
(۶)۔ جرح اور جواب	21
(۷)۔ جرح اور جواب	22
(۸)۔ جرح اور جواب	23-24
(۹)۔ جرح اور جواب	25
(۱۰)۔ جرح اور جواب	26
(۱۱)۔ جرح اور جواب	27
(۱۲)۔ جرح اور جواب	28
خلاصہ بحث	29

بم اللہ الرحمن الرحیم

''عدالت کا نظام انصاف''

انصاف کی عدالت میں اسلام کا مقدمہ ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے

''محمد رسول اللہ والذین معہ اسدآء علی الکفار رحماء بینھم (الفتح)'' دعویٰ کی وضاحت سے قبل یہ ملاحظہ فرمالیں کہ عدالت نظام دعویٰ جواب دعویٰ اور گواہوں یا مدعیٰ علیہ کی قسم پر منحصر ہے۔ مدعی اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے اور منکر اس دعویٰ کا انکار کرتا ہے۔ مدعی سے گواہوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے جب گواہ حاضر ہوں اور گواہی پیش کریں تو مدعیٰ علیہ ان گواہوں پر جرح کر کے انہیں جھوٹا ثابت کرنے پر اور اس شہادت کو توڑنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے۔ اگر وہ شہادت توڑنے اور گواہوں کو نا قابل اعتبار ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائے تو عدالت اس دعویٰ کو نا قابل ثبوت قرار دیتی ہے گویا عدالت میں فیصلہ گواہوں کی گواہی پر کیا جاتا ہے۔ جس طرح کے گواہ ہوں گے اسی طرح کا اثر اس دعویٰ پر پڑے گا۔ عدالت میں جرح کرنے والا مدعی پر جرح کرنے کی کوشش نہیں کرتا کیونکہ اس سے اس کو کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ مدعی کی بجائے سارا زور گواہی توڑنے پر صرف کیا جاتا ہے۔ اس گزارش کے بعد اب ہم عرض کرتے ہیں کہ قرآن مجید نے اسلام کا جو دعویٰ پیش فرمایا صحابہ کرام اس کے گواہ ہیں گواہوں کی سچائی دعویٰ کی سچائی ہے اور گواہوں کا غیر صادق نا قابل اعتبار ہونا ہی اسلام کو نا قابل اعتبار ثابت کرنا ہے۔ چنانچہ دشمنان اسلام کی طرف سے جو بیرسٹر اور وکیل بن کر سامنے آیا ہے اس نے اسی لئے مدعی اسلام پر کوئی زیادہ بحث نہیں کی کیوں کہ اس سے ان کا وہ پروگرام اور سرگرمیاں متاثر ہو سکتی تھیں جو

انہوں نے مسلمانوں کی صفوں میں شامل رہتے ہوئے جاری رکھی ہوئی تھیں، کفار کی طرف سے پیش ہونے والا وکیل گروہ بخوبی جانتا تھا کہ مدعی اسلام پر جرح کرنے کی صورت میں دنیا کا کوئی انسان ہمیں مسلمان ماننے کیلئے تیار نہیں ہوگا، چنانچہ انہوں نے محفوظ راستہ اختیار کرتے ہوئے گواہان اسلام کو اپنے نشانے پر رکھا چنانچہ اس گروہ نے بہت سوچ سمجھ کر صحابہ کرام کے خلاف تحریک چلائی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ صحابہ کرام مدینۃ العلم والے اسلام کی حفاظتی دیوار ہیں لہٰذا سب سے پہلے اس دیوار پر بہتان والزام کی گولیوں سے چھلنی کرنا ضروری ہے تاکہ وہ حفاظتی ضروریات کو پورا نہ کرسکے یوں دین اسلام کو جڑوں سے اکھاڑ کر پھنک دیا جائے اس لئے ان کو راستے سے ہٹانے کی صدیوں سے کوشش جاری رکھی ہوئی ہے کیونکہ انہی کی ذات اسلام کے سچا یا جھوٹا ثابت کرنے میں کارگر ثابت ہوگی۔اب تک کا تمام زور اس بات پر لگایا جاتا رہاہے کہ صحابہ کرام العیاذ باللہ خائن تھے، کافر تھے، جھوٹے تھے وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے کہ قرآن، حدیث، عقائد،عبادات،معاملات،معاشرت اور انسانی حیات کا پورا اسلامی نقشہ صحابہ کرامؓ نے دیکھا اور بعد والوں کو بتایا اب بالفرض ۳ کے علاوہ سب نے دین چھوڑ دیا اور ان ۳ سے بھی دین کی سو روایات بھی نہیں ہیں تو کہاں گیا قرآن اور حدیث اور دین کا باقی سارا نظام۔گویا کچھ بھی نہیں بچا اور یہی مقصود ہے مذہب شیعہ کا۔ہم ذرا اس مسئلہ کو قدرے تفصیل سے عرض کرتے ہیں شائد ہمارے برادران اہل سنت۔ پاسبان وطن عزیز، محافظان پاکستان کو بھی ان کرم فرماؤں کے اصل عزائم کا کچھ اندازہ ہوسکے۔

''اسلام کا دعویٰ''

سورۃ فتح کی آخری دو آیات ملاحظہ فرمائیں جس میں پہلی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد ﷺ اللہ جل شانہ کو پہچاننے کا بہترین ذریعہ ہیں ان کی ذات وصفات، جمال وکمال، سیرت وکردار، اخلاق اوصاف، آل واصحاب، قرآن وحدیث، آیات ومعجزات اور آپ کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ کمالات الٰہی کا پرتو ہے لہٰذا اب جو بھی اللہ کی ذات کو پانا چاہے تو رحمت عالم ﷺ کی ذات سے وابستہ ہو کر اللہ پاک کو پا سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ کریم کا ارشاد گرامی ہے

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

''اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو، اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا''۔

سورۃ فتح کی آخری آیت ملاحظہ فرمائیے اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں

''**محمد رسول اللہ**'' محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ جملہ بصورت دعویٰ ارشاد فرمایا گیا ہے اس جملہ کی تفسیر میں حضرات اہل علم فرماتے ہیں

یخبر تعالیٰ عن محمد صلوات اللہ علیہ انہ رسولہ حقاً بلاشک و لاریب (ابن کثیر ر ج ۷ ر ص ۳۶۰)۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں محمد ﷺ کی صفت وثناء کی خبر دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں جس میں نہ تو کوئی شک ہے نہ معمولی سا وہم۔

تم الکلام ھاھنا قالہ، ابن عباس، شھدلہ بالرسالہ (معالم التنزیل للبغوی ر ج ۷ ر ص ۳۲۳)

(حاصل یہ ہے کہ آیت کریمہ میں جو محمد رسول اللہ کا جملہ ہے) اس پر کلام مکمل ہو گیا، یہ ابن عباس

کا قول ہے (خلاصہ یہ ہوا کہ) اللہ تعالیٰ محمد (ﷺ) کی رسالت پر گواہ ہے۔

قال القاضی ابو محمد: والاول عندی ارجح لانه خبر مضاد لقول اللكفار لانكتب محمد رسول الله (المحرر الوجیز لابن عطیہ متوفی ۵۴۲ ھجہ/ج ۶/ص ۱۶۲)

(محمد رسول اللہ پورا جملہ ہے یا بعد والے جملہ کا جزو ہے اہل علم کے اقوال نقل کرنے کے بعد) قاضی ابو محمد کہتے ہیں کہ پہلا قول (کہ یہ مکمل جملہ ہے) میرے نزدیک زیادہ راجح ہے اس لئے کہ یہ جملہ کفار کے اس قول کی ضد ہے (جو صلح حدیبیہ کے موقعہ پر انہوں نے کہا تھا کہ) ہم محمد رسول اللہ (کا جملہ اس صلح میں) نہیں لکھنے دیں گے۔

ای شاهد بأن محمد رسول الله (التسھیل لعلوم التنزیل لابن جزی/ص ۲۱۰۰)

یعنی اللہ گواہ ہے کہ بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں

قال ابن عباس شهدله بالرساله (زادالمسیر/۵/۳۹۴)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محمد (ﷺ) کی رسالتہ پر گواہ ہے

ان محمد رسول الله حقا و صدقا، بلاشک ولاریب (ایسر التفاسیر لاسعد حومد/ج ۱/ص ۴۴۹۱)

بے شک محمد ﷺ یقیناً بغیر کسی شک وشبہ کے اللہ کے رسول ہیں۔

مفسرین کے ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے یہ جملہ خبریہ بنا کر ایسے طور پر پیش فرمایا کہ اس کا دعویٰ ہے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جو کفار مکہ نے صلح کی تحریر میں اس جملہ محمد رسول اللہ کو نہیں لکھنے دیا تھا تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتے تھے انہوں نے صاف کہا کہ اگر ہم اس دعویٰ کو تسلیم کرتے اور مان لیتے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں تو پھر ہمارے درمیان

لڑائی کس بات کی تھی؟ یعنی ہمارے درمیان تو لڑائی ہی اس بات کی ہے کہ ہم اس دعویٰ (محمد رسول اللہ) کو نہیں مانتے، پس جب معلوم ہو گیا کہ یہ جملہ خبریہ ایک دعویٰ ہے تو یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ دعویٰ بغیر دلیل یا شہادت و گواہی کے ثابت نہیں ہوتا اور اللہ پاک کی شان یہ ہے کہ اللہ پاک بلا دلیل وشہادت کوئی بات نہیں فرماتے لہٰذا اس دعویٰ نبوت کو ثابت کرنے کیلئے صحابہ کرام کو بطور گواہ پیش فرمایا۔ چنانچہ اس دعویٰ کے متصل بعد ” **والذین معه** “ سے صحابہ کرام کے اوصاف جمیلہ کو ارشاد فرمایا جس کی تفصیل آتی ہے۔

”اس کیس کو لڑنے کیلئے دشمنانِ اسلام کا سربراہ کون؟“

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی نبوت کا دعویٰ قرآنی الفاظ میں نقل فرمایا لیکن عدالت میں کیس اسی وقت جاتا ہے جب کوئی اس کا منکر ہو۔ دعویٰ ہو منکر نہ ہو تو عدالت میں کیس جاتا ہے اور نہ گواہی کی ضرورت پڑتی ہے۔ چونکہ منکرین موجود تھے اس لئے دعویٰ کے ساتھ اس دعویٰ کے گواہوں کا بیان بھی اللہ جل شانہ نے جاری فرما دیا چونکہ دعویٰ بھی مضبوط تھا اور اس دعویٰ کے گواہ بھی مضبوط تھے لہٰذا دشمنانِ اسلام کو اس کی بڑی فکر لاحق ہوئی چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی مخالفت ظاہر کی پھر گواہوں پر جرح کر کے اس دعویٰ کو بے اثر کرنے لگے پس سب منکرین کی وکالت کرتے ہوئے مذہب شیعہ کے روحانی پیشوا اور نائب امام نے جواب دعویٰ دائر کیا ہے۔ چنانچہ نائب امام (جو اصل کی عدم موجودگی میں اس کا قائم مقام ہوتا ہے) نے اپنی کتاب کشف اسرار میں اعلان کیا ہے کہ میں اس خدا کو نہیں مانتا ہوں جس نے عثمان، معاویہ اور یزید جیسے بدقماشوں کو حکومت دی ہو۔ چنانچہ کشف الاسرار کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔۔۔ نہ آں خدائے کہ بنائے مرتفع از خدا پرستی وعدالت و دینداری بنا کند وخود بخرابی آں بکوشد و یزید و معاویہ و

عثمان وازیں قبیل چپاو لچی ہائے دیگر را بحروم امارت دہد۔(کشف الاسرار ص ۱۰۷)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ خمینی ایسے رب کو نہیں مانتا جس نے حضرت عثمانؓ یا حضرت امیر معاویہؓ کو امارت دی ہے اور رب تعالیٰ کی ربوبیت وتوحید ہی اسلام کا اولین دعویٰ ہے لہٰذا اس کھلے اعلان کے ذریعے خمینی نے جواب دعویٰ دائر کیا۔ ہم نے خمینی کے جواب دعویٰ کو نقل کیا ہے کیونکہ وہ اپنے دین کے مطابق امام غائب کا نائب ہے اور نائب اصل امام کا قائم مقام ہوتا ہے جس کا کام اصل کی طرف سے تمام معاملات کو نبھانا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی کسی بات کو رد کرنا یا نا قابل اعتماد بتانا انکے اعتقاد میں بالکل درست نہیں ثانیا نائب جو کچھ کہتا ہے وہ اصل کی طرف سے کہتا ہے تو نائب امام کا فرمایا ہوا دراصل امام زمانہ کا فرمایا ہوا ہے جو پوری ملت کا گویا کہ سیاہ سفید کا مالک ہے۔ ثالثاً خود امام خمینی حجتہ اللہ علی الخلق ہے جیسا کہ ان کی اپنی کتابوں ورسائل وجرائد میں مرقوم ہے لہٰذا حجتہ اللہ کا فرمان ہر طرح سے قابل اتباع اور پوری ملت جعفریہ کا ترجمان ہے۔

’’دعویٰ پر شہادت‘‘

’’والذین معہ سے لیغیظ بھم الکفار‘‘ تک گواہ اوران کی تعدیل وتوثیق نقل فرمائی گئی ہے۔ حضرت مولانا محمد نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم رحمتہ للعالمین علیہ الصلوۃ والتسلیم کی معیت میں رہنے والے حضرات پاکباز ومقدس لوگوں کی جماعت ہے۔ (۱) خدا کے دشمنوں کے حق میں سخت ہیں ان سے دبنے والے نہیں ہیں۔ (۲) باہم مہربان ونرم دل ہیں ایک دوسرے سے کینہ وعداوت رکھنے والے نہیں ہیں۔ (۳) عبادت خداوندی میں لگے رہتے ہیں دنیاوی غرض وشہرت وغیرہ کیلئے نہیں بلکہ رضائے الٰہی اور خوشنودی حق انکا مقصود ومطلوب ہے۔ انکی پہلی دو

صفات اپنے اور پرائے کے معاملات کے متعلق ہیں، تیسری صفت (عبادت) ان کی ذات سے متعلق ہے یعنی بڑے پرہیزگار اور باخدا لوگ ہیں۔ گویا صحابہ کرامؓ کو بری باتوں سے مہتم کرنا بڑی بد باطنی کی دلیل اور آیت قرآن کی تکذیب ہے۔(۴) چوتھی صف ''سیماھم'' ان کی بزرگی اور نیکی کے آثار وانوار چہروں پر نمایاں ہیں شب خیز اور باخدا لوگوں کے چہروں میں جو انوار و برکات ظاہر ہوتے ہیں وہ ریاکاروں اور بدباطنوں کے چہروں میں ہرگز نہیں ہوتے۔(رحماء بینھم/ج ا/ص ۳۱)

جمہور علماء کے نزدیک ''والذین معہ'' سے مراد صرف اہل حدیبیہ ہی نہیں بلکہ جمیع صحابہ کرام مراد ہیں۔(بحر محیط، تفسیر روح المعانی)

حضرت مولانا محمد نافع دامت برکاتہم ''رحماء بینھم'' میں فرماتے ہیں۔ پھر یہ صفت رحمت صرف چند ایک صحابہ کرام کیلئے نہیں ہے بلکہ تمام صحابہ کرام کیلئے ہے اور وہ مدت العمر اس خصوصی صفت پر قائم و دائم رہے ہیں۔ جس طرح یہ حضرات کفار کے حق میں ہمیشہ ہمیشہ شدید اور سخت رہے ہیں۔ اور رکوع و سجود دائما کرتے رہے ہیں۔ ''رکعاً سجداً'' کی صفت ان سے زائل نہیں ہوئی اور دیگر ایمانی صفات صوم، صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف نہی عن المنکر، تقویٰ، پرہیزگاری، اخلاص نیت وغیرہ وغیرہ میں بھی ان سے فروگزاشت نہیں ہوئی بلکہ ان فضائل حمیدہ و صفات برگزیدہ پر ہمیشہ کاربند اور عامل رہے ہیں ٹھیک اسی طرح باہمی شفقت و رحمت کی صفت پر بھی ان کا عمل درآمد وقتی نہیں ہوا ہے بلکہ دائمی رہا ہے۔ چنانچہ اس چیز کی تائید قرآن مجید میں موجود ہے۔ انہیں صحابہ کرامؓ کے حق میں فرمان ہوتا ہے کہ ''والزمھم کلمتہ التقویٰ و کانوا احق بھا و اھلھا و کان اللہ بکل شیءٍ علیما (فتح)'' اور لازم کردی

ان کو بات پرہیز گاری کی اور تھے وہ بہت حق دار اس کے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

(رحماء بینھم/ج۱/ص۳۶)

ان گزارشات سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف بطور گواہ پیش فرمایا بلکہ انکی توثیق وعظمت بھی بیان فرمادی نہ صرف یہاں پر بلکہ دیگر مقامات پر بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام پر جرح کرنے والوں کو سخت جواب دیکر ان گواہان اسلام کا دفاع فرمایا۔ چنانچہ سورۃ بقرہ کے دوسرے رکوع میں ارشاد ہے:

واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس قالوا انؤمن کما امن السفھاء الا انھم ھم السفھاء ولکن لا یعلمون۔

’’اور جب ان (منافقین) سے کہا جاتا ہے تم ایمان لاؤ جیسے کہ وہ (صحابہ کرام) ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جیسے یہ کم عقل ایمان لائے ہیں خبردار بے شک وہی لوگ (منافق) ہی بے وقوف ہیں لیکن وہ نہیں جانتے ہیں۔‘‘

سفیہہ کہتے ہیں جس کی عقل میں نقص ہو۔ چونکہ گواہی کیلئے ایک قسم کی یہ بھی جرح ہے۔ لہٰذا اللہ پاک نے ان کی اس جرح کو نہ صرف نقل فرمایا بلکہ اصول عدالت کی روشنی میں اس جرح کا زوردار اور تاکید درتاکید جواب لاکر رد فرمایا، جس کی مزید تفصیل آپ ’’آیات الرحمان فی کشف الکتمان‘‘ میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

’’گواہوں کے خلاف الزامات‘‘

اللہ تعالیٰ نے جن صحابہ کرامؓ کو مقدمہ اسلام کا گواہ بنایا اس کے جواب میں نائب امام نے نہ صرف جواب دعویٰ دائر کیا بلکہ یہ کیس پرزور طریقے سے لڑنے کی کوشش بھی کی ہے چنانچہ ان گواہان

نبوت پر بھرپور جرح کرنے اورانہیں نا قابل شہادت قرار دینے میں اپنی وسعت سے بڑھ کر زور لگایا،شیعہ مصنفین کی کوئی کتاب اس مقصد کوفراموش نہیں کرسکی اشاروں کنایوں میں جیسے کیسے بن پڑا وہ ان گواہوں پر جرح کرتے رہے۔ چنانچہ ان گواہوں کو نا قابل شہادت قرار کیلئے جو چند اہم الزامات امامیہ دین نے صحابہ کرامؓ پر عائد کئے ہیں ہم ان کونقل کریں گے،ساتھ ہی ان شاہدوں کی من جانب اللہ تعدیل وتوثیق بھی پیش کریں گے۔ملاحظہ فرمائیں

(ا)۔جرح

جھوٹ بولتے تھے جھوٹی روایات گھڑنا ان کیلئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔(ماخوذ از کشف الاسرار وغیرہ) اور جھوٹ بولنا اور جھوٹی روایات کے سہارے قرآنی احکامات تک کو بدل دینا ایک عیب ہے جو جھوٹے پر سے اعتبار کو اٹھا دیتا ہے چونکہ یہ عادت شہادت کو سخت مجروح کرنے والی ہے لہٰذا دروغ گو کی شہادت مقبول نہیں ہوتی۔

جواب

سورہ حشر کی آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''ان مہاجرین فقراء کیلئے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکالے گئے وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔''

سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۹ میں فرمایا:

''اے ایمان والو! صرف اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں (صحابہ) کے ساتھ رہو۔''

پہلی آیت میں صحابہ کرام کے عظیم الشان اوصاف جلیلہ ارشاد فرمانے کے ساتھ ''اولئک هم

الصادقون'' فرما کران کی صداقت، راست گوئی اور صدق مقالی کا جس خوبصورت انداز سے ذکر فرمایا ہے وہ جارحین کے اس الزام کو پوری شدت کے ساتھ جھٹلاتا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ تو سچے تھے البتہ جو سچے صحابہ پر جرح کررہا ہے وہی تقیہ کے نام سے جھوٹ بولنے کو نہ صرف یہ کہ جائز بتاتا ہے بلکہ کارِثواب اور دین بنایا ہوا ہے۔

سورۃ احزاب کی آیت ۲۴،۲۵ میں ہے:

''ان مومنین میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچا کیا اور بعض (قربانی و شہادت کے) منتظر ہیں اور (اپنے وعدہ سے) تبدیل نہیں ہوئے۔ (یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ اس لئے لیتا ہے) تا کہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے۔''

ان مندرجہ بالا آیات ''اولئک هم الصادقون'' (التوبہ) ''لیجزی الله الصادقین بصدقهم'' (احزاب) میں صحابہ کرام کی سچائی کا واضح اعلان فرما کران لوگوں کو مردود قرار دیا ہے جو صحابہ کرام جیسی سچی جماعت پر جھوٹ بولنے کا بہتان باندھتے ہیں۔

(۲)۔جرح

صحابہ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ تھے، ملاحظہ ہوں واقعہ قرطاس وغیرہ پر تحریرات جیسے مصباح العقائد، کشف الاسرار وغیرہ اور گستاخ رسول کی گوہی معتبر نہیں۔

جواب

(ا)۔''جب ایمان والوں نے لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہ ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے کیا اور سچ فرمایا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور ان کے ایمان و فرمانبرداری کے

سوا کسی چیز میں اضافہ نہ ہوا (احزاب/۲۲)۔'' آیت میں صحابہ کرام کی زبان پر جاری ہونے والے جملہ کو نقل کیا گیا ہے کہ دشمن کے بہت بڑے لشکر کو دیکھ کر وہ بول اٹھے ''صدق اللہ و رسولہ'' اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔

(۲)۔ ''لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشجرہ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینہ و اثابھم فتحا قریباً'' بے شک اللہ راضی ہوا ان مسلمانوں سے جب کہ وہ آپ سے بیعت کر رہے تھے (الفتح/۱۸)۔

درخت کے نیچے اور اللہ کو معلوم تھا جو ان کے دلوں میں تھا پس اللہ نے ان میں اطمینان پیدا کر دیا اور ان کو ایک لگتے ہاتھ فتح بھی دے دی۔

اس آیت میں اللہ جل شانہ نے صحابہ کرام کو جو اپنی رضا کا عظیم الشان تمغہ عطاء فرمایا ہے اس کی وجہ ان صحابہ کرام کی اطاعت و فرمانبرداری اور جان تک نبی کے حکم پر قربان کرنے کا سچا جذبہ تھا کہ مشرکین نے جب حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے کی جھوٹی خبر پھیلا دی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے موت تک لڑنے کی بیعت لی جس پر بے سروسامانی اور عالم اسباب میں کھلی موت کو دعوت دینے والی صورتحال کے باوجود اپنے محبوب ﷺ کے حکم پر لبیک کہا اور موت تک لڑنے کیلئے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے جس پر اللہ جل شانہ نے صحابہ کرام کے سچے جذبے، وفا شعاری، اطاعت، فرمانبرداری اور غلامی رسول کی منظر کشی فرماتے ہوئے صحابہ کرام پر گستاخیوں کے بہتان لگانے والوں کی تردید فرما دی کہ وہ تو اطاعت گزار تھے نا کہ گستاخ۔

(۳)۔ اس جرح و بہتان کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ کی عملی زندگی کو بھی پیش فرمایا ہے جن کو قرآن میں ایمان کا معیار (البقرہ/۱۳) اور عمل کا معیار (الفتح/۲۹ وغیرہ) قرار

دیا چنانچہ صحابہ کرام کی پوری زندگی نبی کریم ﷺ کی اطاعت، محبت، فرمانبرداری اور سیرۃ النبی کا عکس تھی چند گزارشات ملاحظہ فرمائیں

(الف) حضرت اقدس شیخ محمد زکریاؒ نے حکایات صحابہ میں (سورۃ النساء/۶۹) کے تحت بہت سارے صحابہ کرام کے واقعات درج فرمائے ہیں جو یہ بات سوچ کر بے حد غمگین ہو جاتے تھے کہ آخرت میں ہمارا کیا بنے گا۔ دنیا میں نبی کریم ﷺ کا دیدار کئے بغیر کچھ دیر گزارنا مشکل ہے تو آخرت میں آپ ﷺ کا مقام تو بہت بلند ہوگا لہٰذا ہمیں وہاں پر آپ کی رفاقت و معیت نہیں مل سکے گی۔ صحابہ کرام کی اس پریشانی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے قرآن اتارا کہ "**من یطع اللہ و الرسول اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین و الشھداء والصالحین و حسن اولئک رفیقاً**"۔

(ب)۔ صحابہ کرام کا نبی کریم ﷺ سے جو والہانہ تعلق تھا اس کا اندازہ حضرت سعد بن ربیعؓ کے اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ جنگ احد میں جب یہ زندہ حضرات میں نظر نہ آئے تو آپ ﷺ ان کا حال معلوم کرنے کیلئے ایک صحابہ کو بھیجا وہ تلاش بھی کر رہے تھے اور آواز دے کر ان کو پکار بھی رہے تھے کہ مجھے آپ ﷺ نے بھیجا ہے کہ میں سعد بن ربیع کی خبر لاؤں تو ایک جگہ سے کمزور سی آواز آئی جب دیکھا تو سات مقتولوں کے درمیان وہ زندگی کی آخری سانسیں لے رہے تھے یہ تلاش کرنے والے صحابی قریب پہنچے تو اول حضرت سعد بن ربیع نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کو میرا سلام عرض کر دینا اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ میری جانب سے آپ کو افضل و بہترین بدلہ عطاء فرمائے جو کسی نبی کو اس کے امتی کی طرف سے عطاء کیا ہو، پھر مسلمانوں کے نام یہ پیغام بھیجا کہ اگر کافر آپ ﷺ تک پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی ایک زندہ رہا تھا یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمہارا

کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا، بس یہ پیغام دے پائے تھے کہ اللہ کو پیارے ہوگئے'' رضی اللہ عنہ''۔

(ج)۔ نبی کا روضہ جنت ہے (مابین بیتی و منبری روضته من ریاض الجنته /الحدیث)

اور جس جنت میں آپ آرام فرما ہیں اس جگہ حضرات شیخین آرام فرما ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ ۱۴ سو اور تقریباً ۲۶ سال سے مسلمانوں کو دکھا رہے ہیں کہ صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ دونوں حضرات اپنے نبی کے پہلو میں جنت کے اندر آرام فرما ہیں بلکہ قرآن پاک تو اس سے بھی بہت کی بات بتا رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرمانے والے یہ دونوں حضرات صرف جنت گئے نہیں بلکہ وہ تو آئے بھی جنت سے تھے فرمایا ''منها خلقناکم وفیها نعیدکم و منها نخرجکم تارة اخری (طٰہٰ)'' اسی مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم لوٹائے جاؤ گے اور اسے سی ہم تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ اس آیت سے یہ ضابطہ معلوم ہوگیا کہ جس جگہ سے کسی کا خمیر اٹھایا گیا اسی جگہ اس کی تدفین ہوتی ہے پس اس مشاہدہ سے یہ معلوم ہوگیا کہ صدیق و فاروق آئے بھی جنت سے تھے اور لوٹ کر جوار محبوب پا کر جنت میں چلے گئے اور روز محشر اسی ریاض الجنتہ سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشریف لائیں گے۔

اوپر درج کی گئی قرآنی آیات کے علاوہ صدیوں سے جاری اس مشاہدہ کے عمل نے یہ بات واضح کردی کہ جرح کرنے والوں کا الزام سراسر بے بنیاد ہے۔

(۳)۔ جرح

صحابہؓ ملعون تھے۔ (تذکرہ آئمہ/ص ۳۱)

ملا باقر مجلسی کی کتاب کے الفاظ ملاحظہ ہوں فی الجملہ دشمنان دین میں سے اصحاب عقبہ ہیں کہ

آنحضرت ﷺ کے قتل کرنے اور دین کی بربادی کے درپے تھے اور یہ چودہ آدمی تھے مکہ اور مدینہ کے منافقوں میں سے ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ بن عبداللہ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد ابن ابی وقاص، ابوعبیدہ بن الجراح، معاویہ ابن ابی سفیان، عمرو ابن العاص، اور غیر قریشی پانچ تھے، ابوموسیٰ اشعری، مغیرہ بن شعبہ، اویس بن الحدثان اور ابوطلحہ انصاری ان پر اور ان کے اولین و آخرین پر لعنت ہو۔ (تذکرہ ائمہ)

جواب

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو فرمایا:

''اور روکے رکھ اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام وہ اپنے رب کی رضا چاہتے ہیں اور تو نہ ہٹا ان سے نظریں اپنی۔ (الکھف/۲۸)''

سورۃ الفتح میں ارشاد ربانی یوں ہے:

''تحقیق اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان ایمان والوں سے جو بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پس اتاری سکینہ و اطمینان ان پر۔ (الفتح/۳۴)''

''پہلے سبقت کرنے والے مہاجرین و انصار اور وہ لوگ جنہوں نے احسان میں ان کی اتباع کی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ راضی ہوئے اللہ تعالیٰ سے۔ (التوبہ/۱۰۰)''

ان مذکورہ قرآنی ارشادات میں صحابہ کرام پر روافض کے مذکورہ بالا الزامات کو ''ڈیٹول'' لگا کر نہ صرف دھو دیا گیا بلکہ قرآنی ارشادات اور ربانی احکامات سے بغاوت اور کھلی دشمنی کرنے والوں کے چہرے سے نقاب کھینچ کر ان کی اصل شکل بھی واضح فرما دی گئی ہے کہ یہ کون لوگ ہیں۔

(۴)۔جرح

صحابہ کرام فاسق تھے،اصول کافی وغیرہ ظاہر ہے فاسق کی گواہی معتبر نہیں۔

جواب

ارشادفرمایا

’’لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے(صحابہ حاضرین کے)دلوں کی طرف ایمان کومحبوب کر دیااور مزین کر دیاتمہارے دلوں کواور ناپسند کر دیا(تمہارے دلوں میں)کفر کواور گناہ کواور برائی کو یہ راشد ہیں۔اللہ کے فضل اور نعمت کی وجہ سے اللہ جاننے والے اور حکمت والے ہیں۔(الحجرات:۷۔۸)‘‘

اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں ان سے گناہ برائی پر قائم رہنے کی نفی کر کے اور صحابہ کرامؓ کے ہر عمل کا مقبول ومحبوب ہونا قرار دے کر جرح کرنے والوں کا الزام مسترد کر دیا ہے۔

نیز فرمایا:

’’حلال کیا گیا ہے تمہارے واسطے روزوں کے ایام میں بے حجاب ہونا اپنی بیویوں سے وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس،اللہ کو پتہ ہے کہ تم نے خطا کی تھی اپنی جانوں کے ساتھ پس اس نے تمہیں معاف کر دیااور تم سے درگزر کیااب تم ان سے مباشرت کیا کرو۔‘‘

ابتداء اسلام میں رات کوسونے کے بعد سے ہی روزہ شروع ہو جاتا تھا لہٰذا سونے کے بعد اپنی بشری ضرورت(کھانے،پینے،جماع کرنے)کی اجازت نہ تھی مگر بعض اصحاب رسول سے یہ خطا ہوگئی کہ وہ ایام صیام میں اپنی بیویوں کے قریب چلے گئے مگر بعد میں اپنے اس عمل پر پشیمانی ہوئی اور آپ ﷺ سے درخواست کی کہ اب اس کی معافی کی کیا صورت ہے۔اس پر ان صحابہ کرام کو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: میں جانتا ہوں کہ تم سے یہ غلطی ہوگئی مگر تمہاری اس غلطی کو میں اپنے محبوب ﷺ کا دین بناتا ہوں جاؤ اب اپنی بیویوں سے ایام صیام میں بھی رات کے وقت سحری سے قبل اپنی ضرورت پوری کرلیا کرو۔ اس آیت میں صحابہ کرامؓ پر فسق کی جرح کرنیوالوں کو خوب جواب ارشاد فرمایا کہ اول تو ان سے کوئی خطا ہو بھی جائے تو "**تاب علیکم اور عفاعنکم**" سے اس کی فوری معافی کا اعلان ہے ثانیاً صحابہ سے غلطی بھی ہوجائے تو اللہ کو یہ بندے اتنے پیارے اور محبوب ہیں کہ ان کی غلطی کو بھی دین بنا کروہ کام جو قبل ازیں غلطی والا تھا جائز بنادیا جاتا ہے اور یہ کوئی ایک واقعہ نہیں کہ اس کے علاوہ اور کوئی مثال نہ ملے۔ وضو کی جگہ تیمّم کی عنایت انہی نفوس قدسیہ کی برکات ہیں، واضح ہوا کہ صحابہ کرام فاسق نہ تھے اگر کوئی کام کبھی ایسا ہوا بھی تو نہ صرف "**تاب علیکم**" بلکہ "**عفا عنکم**" اور مزید احسان "**احل لکم**" ہے اپنے گواہوں کی ایسی صفائی پیش کرنا بھلا کسی کے بس میں ہے جیسا کہ گواہان نبوت کیلئے اللہ تعالیٰ نے پیش فرمائی ہے؟؟؟

(۵)۔ جرح

سوا تین کے باقی تمام صحابہ مرتد ہوگئے تھے۔ (رجال کشی، اصول کافی وغیرہ)

ابوبکر وعمر وعثمان پر حضرت علیؓ کی ولایت وامامت پیش کی گئی تو وہ کافر ہوگئے۔ (اصول کافی رص ۴۲)

ابوبکرؓ وعمرؓ دونوں کافر ہیں۔ (حق الیقین، فروع کافی، الصافی جز سوم، حیات القلوب، تذکرہ ائمہ معصومین کشف الاسرار وغیرہ)

سینکڑوں کتابوں میں حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ وغیرہ صحابہ کرام کو کافر قرار دیا اور یہ قرآن کا ارشاد فرمایا ہوا اصول ہے کہ کافر کی گواہی مومن کے خلاف قبول نہیں۔ جب مومن پر کافر کی گواہی مقبول نہیں تو ایمان کے بارے میں کیسے مقبول ہوگی۔ چنانچہ جرح کرنے والوں کی اگلی پچھلی پارٹی کے لوگ سب سے زیادہ اسی پر زور دیتے اور جگہ جگہ ایسے واقعات مجلس عزاؤں میں پڑھتے اور سناتے رہتے ہیں جوان کے اس مقصد کو پورا کریں۔

جواب

اللہ احکم الحاکمین نے الزام کا صدیوں قبل ہی جواب دے دیا جواب بھی لاکھوں زبانوں پر روزانہ جاری رہتا ہے اور لاکھوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ ارشاد فرمایا ''**اولئک هم المومنون حقاً**'' یہی لوگ ہیں پکے مومن۔ عربی ادب سے واقفوں پر تو بالکل مخفی نہیں کہ یہ جملہ کئی تاکیدات پر مشتمل ہے عام سادہ لوگ بھی لفظ '' **مومنون** '' اور ''**حقاً**'' سے معلوم کر سکتے ہیں کہ کتنا پکا اور پختہ ایمان تھا جس کی خبر علیم وخبیر نے دی ہے۔ کلام کی خوبی یہ ہے کہ انکار کی صورت میں تاکید کو لایا جاتا ہے پھر جس قدر انکار ہوتا ہے اسی قدر تاکید لاکر منکروں کے انکار پر ضرب لگائی جاتی ہے۔ پس ''**اولئک هم المؤمنون حقا**'' جملہ اسمیہ ہے جو استمرار پر دلالت کرتا ہے یہ بذات خود ایک تاکید ہے پھر ھم ضمیر منفصل ہے جو تاکید پر دلالت کرتی ہے ''**حقاً**'' کا لفظ بذات خود تاکید ہے۔ منکرین اسلام کے نمائندگان نے گواہان اسلام پر جو جرح کی اس سینکڑوں بلکہ ہزاروں کتابوں میں پھیلی ہوئی جرح کا جواب اللہ تعالیٰ نے انکار کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے تاکیدات سے مؤکد کر کے جارحین کا نہ صرف رد کیا بلکہ ان کی پختگی ایمان سے گواہی کی پائیداری ومضبوطی کو بھی واضح فرما دیا۔ چنانچہ صحابہ کرام کے ایمان پر ارشادات ربانی بیسیوں

آیات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جس میں واضح کیا گیا ہے کہ صرف ایمان ہی نہیں بلکہ معیار ایمان قرار دے کر صحابہ کے ایمان کو بعد والوں کیلئے ایمان کی کسوٹی بنا دیا۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے

پس اگر وہ ایمان لائیں جس طرح پر تم ایمان لائے تو انہوں نے ہدایت پائی اور اگر پھر جائیں تو پھر وہی ہیں ضد پر پس تیری طرف سے ان کو اللہ کافی ہے اور وہی ہے سننے والا، جاننے والا۔

آیت کی تفسیر میں مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں، یہاں "امنتم" کے مخاطب حضور ﷺ اور صحابہ کرام ہیں اس آیت میں ان کے ایمان کو ایک مثالی نمونہ قرار دیکر حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و معتبر صرف اس طرح کا ایمان ہے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے اختیار فرمایا۔

(معارف القرآن/ج ۱/ص ۳۵۵)

(۶)۔ جرح

صحابہ بے دین تھے صرف حکومت حاصل کرنے کے لالچ میں ایمان قبول کیا تھا۔ (کشف الاسرار)

ایسی عبارات ان کی کتابوں میں بکثرت ہیں جن سے وہ صحابہ کرام بالخصوص اجلہ صحابہ کرامؓ کا بے دین ہونا بیان کرتے ہیں کہ دین دار تو چند افراد تھے باقی تو صرف پارٹی بازی کی وجہ سے آپ ﷺ کے ساتھ جڑے ہوئے تھے۔

جواب

دروغ گو جارحین کے اس الزام کا جواب اللہ تعالیٰ نے دین کی نسبت ہی صحابہ کرام کی طرف

کر کے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ/۳)'' آج کے دن میں نے مکمل کر دیا تمہارے لئے تمہارے دین کو اور پوری کر دی تمہارے اوپر اپنی نعمت اور میں راضی ہوا تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر۔

(۷)۔ جرح

صحابہ کو اہل بیت سے سخت دشمنی تھی، احتجاج طبرسی صفحہ ۵۳ کی عبارت ملاحظہ ہو:

''انہوں نے (حضرت عمرؓ وغیرہ) نے حضرت علیؓ کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا تو گھر کے دروازے پر حضرت فامہؓ ان کے اور اپنے شوہر کے درمیان حائل ہوگئیں جس پر حضرت فاطمہؓ کے کندھے پر کوڑا اس زور سے مارا کہ کندھے پر اس ضرب سے نشان پڑ گیا۔ آگے لکھا ہے حضرت فاطمہؓ کی پسلی ٹوٹ گئی اور بچہ جوان کے بطن میں تھا وہ ضائع ہو گیا پھر کھینچ کر حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس لایا گیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میرے ساتھ چالیس آدمی بھی ہوتے تو میں مقابلہ کرتا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے جنہوں نے میری بیعت کر کے اس توڑ ڈالا اور مجھے تنہا چھوڑ دیا۔ (احتجاج طبرسی/ص ۵۳-۵۴)''۔

جواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

''وہ لوگ جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں۔ (الفتح)''

''بے شک ایمان والے آپس میں بھائی ہیں ایک دوسرے کے اور پس اصلاح کرو اپنے بھائیوں

کے درمیان اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے تاکہ رحم کئے جاؤ۔(الحجرات)''

''الفت ڈال دی تمہارے دلوں کے درمیان پس تم اس کی نعمت کے ساتھ بھائی بھائی ہو گئے۔ (آل عمران)''

''اللہ وہی ہے جس نے قوت دی تم کو اپنی مدد کے ساتھ اور مسلمانوں کے ساتھ اور ان مومنین کے درمیان محبت ڈال دی اور اگر آپ سب کچھ خرچ کر دیتے جو زمین میں ہے تو بھی ان کے دلوں میں محبت نہ ڈال سکتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان محبت ڈال دی بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔(الانفال)''

''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ مہاجرین اور وہ لوگ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی (انصار) بعض ان کے دوست ہیں بعض کے (آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں)''۔(الانفال)

اس مضمون کی دیگر بہت ساری آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے گواہان نبوت کو اس بے ہودہ الزام سے پاک قرار دیا کہ ان ہر دو ذوات قدسیہ کے مابین رشتہ اخوب، محبت و مودت، خیر خواہی، رحمدلی، پاسداری، ہم نوائی، خوشنودی، نرم مزاجی، صلح و آشتی، رضامندی، خوش دلی اور قرابت داری موجود تھی۔اور کتاب اللہ جابجا ان حضرات کی باہمی غم خواری، ہمدردی و انصاف پسندی کو بیان فرماتا ہے جس کا تھوڑا سا نمونہ درج بالا آیات سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔

(۸)۔جرح

صحابہ منافق تھے محض رکھاوے کیلئے ایمان کا دعویٰ کرتے تھے ورنہ دل سے وہ ایمان نہ لائے تھے۔

ملاحظہ ہوں، تذکرہ ائمہ معصومین، حملہ حیدری وغیرہ۔ اور منافق بھی چونکہ کافر ہی ہوتا ہے لہٰذا اسلام کیلئے قابل شہادت نہیں۔

جواب

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبا یعونک تحت الشجرہ فعلم ما فی قلوبھم
(الفتح/۱۸)

اے نبی اللہ ان ایمان والوں سے راضی ہو گیا جو آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اللہ نے ان کے دلوں کا خلوص جان لیا۔

"اولئک کتب فی قلوبھم الایمان"

یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے دلوں میں ایمان کو لکھ دیا گیا ہے۔

چونکہ ایمان کا محل دل ہے منافق وہ ہوتا ہے جو ظاہراً ایمان کا دعویٰ کرے مگر دل سے ایمان قبول نہ کرے بلکہ محض دھوکہ دینے کیلئے ایمان کا دعویٰ کرے۔

وکیل جرح نے چونکہ صحابہ پر الزام عائد کیا کہ صحابہ کرام دل سے ایمان نہ لائے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ فتح کی آیت نمبر ۱۸ میں فرمایا "**فعلم ما فی قلوبھم**" یعنی جو کچھ ان صحابہ کے دلوں میں اخلاص، ایمان اور تقوی ہے اسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے یہ اور اس معنیٰ کی دیگر آیات میں اللہ کریم نے صحابہ کرام کی تعدیل وتوثیق فرمائی کہ دلوں کا حال مجھے پتہ ہے کہ صحابہ ایمان والے تھے اور صحابہ کرام پر منافق ہونے کا بہتان تراشنے والے چونکہ دلوں کے حال سے بالکل واقف نہیں جو کہ ایمان کے ٹھہرنے کی جگہ ہے لہٰذا ان کی جرح معتبر نہیں، درست حال یہ ہے کہ "**اولـــئک کتب فی قلوبھم الایمان** (ممتحنہ)" یہ لوگ ہیں کہ ان کے دلوں میں ایمان کو لکھ دیا گیا ہے۔

یہ نہیں فرمایا کہ ان کے دلوں میں ایمان ہے۔ کیونکہ مطلب تو اگرچہ اس سے بھی حاصل ہو جاتا مگر یہاں نا قابل انکار وضاحت کی ضرورت تھی۔ لہٰذا ''کَتَــــبَ'' کا لفظ ارشاد فرمایا جس کا معنی ہے ''لکھ دیا'' اور یہ بات تو ایک عام مسلمان بھی جانتا ہے کہ اللہ کا لکھا کوئی مٹا نہیں سکتا۔

(۹)۔ جرح

صحابہ جہنمی تھے، جرح کرنے والوں کے دین میں شائد ہی کوئی کتاب ایسی ہو جو صحابہ کرام کو جہنمی کہہ کر جرح کرنے سے بچی ہوئی ہو۔

جواب

بطور صفائی کے ایک تو آنکھیں رکھنے والوں کیلئے مشاہدہ کا علم رکھا کہ جن پر یہ جرح کرتے ہیں وہ تو صدیوں سے جنت میں آرام فرماتے ہیں اور مدینہ منورہ میں ہر آنے جانے والا اس کا مشاہدہ کرتا ہے کہ وہ یارانِ نبی آج کل ریاض الجنتہ کے مکین ہیں، اب ظاہرہ ہے کہ مشاہدہ کا علم خبر اور سنی ہوئی بات سے بدرجہا قوی ہوتا ہے۔ لہٰذا اسی قوی ذریعہ علم یعنی مشاہدہ سے اللہ تعالیٰ نے جہان والوں کو دکھایا کہ آؤ گواہان نبوت کو دیکھو جو ریاض رسول ﷺ میں آرام فرما ہیں۔

اس علم مشاہدہ کے ساتھ اللہ نے صحابہ کے اعلان مغفرت پر قرآن کو بھی شاہد بنایا چنانچہ ارشاد ہیں

''ان کیلئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ (الحجرات)''

صحابہ کرام کے اوصاف بیان کرنے کے بعد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے مغفرت اور اجر عظیم کا۔ (الفتح/۲۹)''

’’ان کیلئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔(فاطر/۷)‘‘

’’اور وہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔(النور)‘‘

’’اور وہی لوگ ہیں کامیابی حاصل کرنے والے۔(الحجرات)‘‘

(۱۰)۔جرح

صحابہؓ ریاکار تھے محض دکھلاوے کیلئے وہ ایمان وعمل کرتے تھے۔

جواب

اللہ تعالیٰ نے کئی مواقع پر ان کے جذبہ حسن نیت کو بیان فرمایا ہے۔سورۃ فتح کی آخری آیات میں ارشاد ہے:’’وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی نعمت کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔(الفتح/۲۹)‘‘

حضرت مولانا محمد نافعؒ اس آیت کے تحت صحابہ کرام کے اوصاف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں (۳) عبادت خداوندی میں لگے رہتے ہیں، دنیاوی غرض وشہرت کیلئے نہیں بلکہ صرف رضائے الٰہی وخوشنودی حق ان کا مقصود ومطلوب ہے۔۔۔گویا صحابہ کرام کو بری باتوں سے مہتمم کرنا بڑی بدباطنی کی دلیل ہے اور آیت قرآنی کی تکذیب ہے(رحماء بینھم/ج۱/ص۱۹)۔

سورۃ اللیل میں ارشاد ہے:’’مگر وہ اپنے رب کی مرضی تلاش کرتے ہیں جو اعلیٰ (بلند) ہے۔(اللیل/۲۰)‘‘

اس آیت کے تحت مفسر مولانا عبدالماجد دریا آبادی فرماتے ہیں کہ یہ مزید شرف وفضل مؤمن متقی کا ہے کہ وہ اپنے خرچ میں بجز حق تعالیٰ کی رضاء جوئی کے کوئی دوسرا مقصد شریک نہیں ہونے دیتا(تفسیر ماجدی/حاشیہ نمبر۹/تحت الایۃ/ص۱۱۷۶)۔

اللہ تعالیٰ نے مذکو ہر سورتوں میں جرح کرنیوالوں کے الزام کو مردود قرار دے دیا ہے کہ دلوں کا حال میں جانتا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ ان کا ایمان وعمل ریا کاری کیلئے نہیں تھا بلکہ اخلاص اور رضائے الٰہی کیلئے تھا جبکہ جرح کرنے والا بدگمان گروہ نہ دلوں کا حال جانتا ہے اور نہ صحابہ کرام کے اخلاص نیت یا ریا کاری سے واقف ہے لہٰذا اخلاص نیت یا ریا کاری کی اصل صورت حال کو جب وہ جان ہی نہیں سکتے اس جہالت کے باوجود وہ صحابہ کرام پر ریا کاری کا بہتان لگاتے ہیں تو انکا یہ بہتان باندھنا محض اظہار بغض کی وجہ سے ہے نہ کہ اظہار حقیقت کی بنا پر کیوں کہ امر واقعہ، حقیقت اور دل کی اصل صورت حال کو وہ جان ہی نہیں سکتے، جب کہ اللہ علیم وخبیر جو دلوں کے حال سے واقف ہے وہ صحابہ کرام کے حسن نیت، جذبہ رضائے الٰہی اور انکے اعمال صالحہ بجالانے کی غرض وغائیت صاف بیان فرما رہا ہے ''یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا (الفتح ۲۹)''۔

(۱۱)۔ جرح

نبی کا کلمہ پڑھ کے اپنی اکثریتی پارٹی بنا لینے والے تو غاصب تھے، بحارالانوار، احتجاج طبرسی، حیات القلوب، جلاء العیون، الاعتقادات وغیرہ

جواب

سورۃ حشر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''والذین جاء و من بعد ھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک لرء وف رحیم (الحشر ۱۰)''

وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں معاف کردے اور ہمارے ان

بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیلئے کینہ نہ پیدا کر، اے ہمارے رب یقیناً آپ رءوف ورحیم ہیں۔

سورۃ بقرہ ۱۴۳/ میں فرمایا ''و کذالک جعلنا کم امته وسطاً'' کہ ہم نے آپ کو عدل و اعتدال والی امت بنایا ہے۔

سورۃ النور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات یستخلفتکم فی الارض کما اسخلف الذین من قبلھم (النور/۵۵)''۔تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے زمین پر خلیفہ بنانے کا وعدہ کرلیا جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور اچھے عمل کئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کو خلافت دی۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جرح کرنیوالوں کو جھٹلا دیا کہ خلافت دینے کا وعدہ تو ان سے خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا جو اس نے پورا کر دیا اب یہ تو ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت علی کو دینے کا وعدہ کیا اور حکم دیا ہو مگر صحابہ کرام اکثریت کے زور پر اس وعدہ الٰہی کو پورا نہ ہونے دیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونا ایک یقینی امر ہے اسی طرح صحابہ کرام پر لگائے جانے والے اس بہتان کا جھوٹ ہونا بھی ایک یقینی امر ہے۔

(۱۱)۔جرح

انکی تو عقل ہی کمزور ہے، وہ ابوبکر کو خلیفہ بنانے میں سفیھہ (بے وقوف) واقع ہوئے (بحارالانوار) حضرت علیؓ نے کہا مجھے تو صرف اسکا افسوس ہے کہ سفیھہ (بے وقوف) لوگ حاکم بن گئے اور لوگوں کے مال کو اپنی ذاتی جائیداد بنالیا (ملخص) بحارالانوار) اور گواہی کے اندر عقل و

شعور کو بڑا دخل حاصل ہے۔

جواب

صحابہ کرام کو اس قسم کو جرح والزام کا نشانہ بنانے پر اللہ تعالیٰ سخت غضب ناک ہوا ہے اور اس جرح کا جواب اس طرح نہیں دیا کہ نہیں وہ سفیہہ نہیں ہیں بلکہ ان کی عقل پوری ہے بلکہ سخت ناراضگی کے عالم میں ایسی جرح کرنے والوں پر ان کی جرح سختی کے ساتھ پلٹ دی ہے اس جرح کو جرح کرنے والوں پر پلٹتے ہوئے کلام میں ایسی زوردار تاکیدیں جمع فرمائی ہیں کہ ہر حرف سے عربی ادب سے واقف شخص اللہ تعالیٰ کی شدید ناراضگی اور سخت غصہ صاف صاف معلوم کرلیتا ہے چنانچہ صحابہ کرام کو جن لوگوں نے ''سفیہہ'' بے وقوف کہا اللہ جل شانہ نے ''الا، ان، **ھم**، **ھم**'' کے الفاظ تاکید لاکر فرمایا ''السفھا''، جس کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرام کو بے وقوف اور سفیہہ کہنے والے خود ہی بے وقوف ہیں ایسے کہ گویا ان کے علاوہ کوئی بے وقوف ہے ہی نہیں، چنانچہ سورۃ کی آیت نمبر ۱۳ میں اس جرح کا جو جواب اللہ پاک نے دیا ہے وہ خوب توجہ اور غور کے ساتھ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، راقم کی کتاب ''آیات الرحمان فی کشف الکتمان'' میں اس آیت کے تحت کچھ مفید باتیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

''خلاصہ بحث''

جب کفر و جہالت کا اندھیرا پورے عالم پر چھا گیا تو اسلام کا سورج موسم بہار بن کر طلوع ہوا جس میں ہر خوبی تھی اور کوئی عیب نہ تھا جو مادیت و ظاہری چمک کا درس نہیں دیتا تھا بلکہ اس کی محنت کا میدان تو دل تھا جس کو بنا سوار کر انسانوں کا ایسا معاشرہ تیار کیا گیا جو انسانیت کیلئے قابل رشک بن گیا، کفر و جہالت کی خزاں پر اسلام کا موسم بہار ابھی اپنی عمر کے بیس یا تئیس سال کو پہنچا تھا کہ اسلام کے سایہ میں فرشتہ صفت لوگوں کا ایک عدم المثال معاشرہ قائم ہو گیا جس کو دیکھتے ہی لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے، جو حزب الشیطان کیلئے کسی طرح قابل برداشت نہ تھا وہ دیکھ رہے تھے تمام ادیان کا سردار دین اسلام لیکر آنے والا انبیاء کا سردار ہے جن کی نبوت وختم نبوت پر صحابہ کرام کی قدسی جماعت کو شاہد و گواہ ٹھہرایا گیا ہے جو وجود نبوت سے صادر ہونے والے اعمال کا عکس کامل ہیں اور جن کی ذات کرامات سے معمور و لبریز ہے۔

دوسری طرف ابلیس میں میدان میں اترنے والی مدد خود دیکھی جس کی وجہ سے وہ بھاگ کھڑا ہوا وہ کہتا جا رہا تھا ''انی اریٰ مالاترون (التوبہ)'' کہ جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ رہے، اس صورت حال کو دیکھ کر ابلیس کو یقین ہو گیا کہ اسلام نا قابل تسخیر ہے چنانچہ اس نے اپنی دشمنی کا بدترین وار کرتے ہوئے اپنی دشمنی کا لیبل بدل ڈالا اپنے وقت کے بدترین کافروں پر مسلمانوں والا خول چڑھایا اور اپنے لشکر کو مسلمانوں کی صفوں میں داخل کر دیا، داخلی میدان میں انکا سخت وار یہ تھا کہ اسلام کے مقابلے میں وہ ایک متوازی دین وضع کرنے میں لگ گئے سر توڑ کوششوں کے باوجود نزول وحی کی برکات تھی جو وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے، آپ ﷺ کے وصال ہو جانے پر اس گروہ کو اپنے مقصد میں کامیابی کی امید لگ گئی اور ٹسٹ کیس کے طور پر انہوں نے فی

الحال صرف زکوۃ کا انکار کیا مگر جانشین پیغمبر ﷺ نے ان کی اس امید کو جہاد کی طاقت سے مسل ڈالا بلکہ اسلام کی صفوں میں گھس کر وار کرنے والے اس گروہ کو بے اثر کر کے رکھ دیا ایسے بے جان ہوئے کہ ابن سباء سے پہلے گھٹنوں پر چلنے کے قابل بھی نہ رہے چنانچہ اس سازشی یہودی نے اس تحریک کو دوبارہ زندہ کیا جو مسجد ضرار بنانے والے بارہ اماموں نے جاری رکھی ہوئی تھی اور پھر بالاخر اس یہودی نے اسلام کے نام پر ایک متوازی دین کی خشت اول عقیدہ امامت وصائت کی شکل میں رکھ ہی ڈالی، اس یہودی نے اپنا لیبل بدل کر خود مسلمان کو مسلمانوں میں لا کھڑا کیا مسلمانوں میں اپنے قدم جمانے کیلئے گورنری کا مطالبہ کیا ناکامی پر فتنہ بازی کا مرتکب ہوا اور حضرت علیؓ کے متوجہ کرنے پر امیر المؤمنینؓ نے عرب سے نکال باہر کیا تو یہ کوفہ وبصرہ جیسے شہروں میں آ نکلا ادھر ادھر کے اپنے کارندے جمع کر لئے اور عقیدہ امامت کے ساتھ پورے اہتمام سے تبرا بازی کی بنیاد پر نیا متوازی دین ایجاد کیا اس لئے کہ صحابہ کرام کو راستے سے ہٹائے بغیر اسلام کو اپنی جگہ ہلایا نہیں جاسکتا چنانچہ صحابہ کرام کو پورے اہتمام اور خصوصیت کے ساتھ اس یہودی دین نے نشانے پر رکھا اور صحابہ کرام کی ذات، صفات، نسب نسل، الغرض ہر زاویے سے ان نفوس قدسیہ پر تابڑ توڑ حملے کئے گئے جبکہ قرآن کریم ان کی تعریف وتوصیف سے لبریز ہے سات سو آیات میں اللہ جل شانہ ان کی عشمت، مرتبہ ومقام کو بیان فرما رہا ہے اس لئے کہ جس طرح یہودی دماغ اس حقیقت سے واقف ہے کہ صحابہ کرام کو راستے سے ہٹائے بغیر اسلام کے مقابلے میں وضع شدہ متوازی دین کسی کام کا نہیں رہتا لہٰذا وہ اپنا الوسیدھا کرنے کیلئے صحابہ کرام کے نسب سے نیت تک ہر ہر نسبت پر حملہ آور ہیں ان کی زبان تبرا اتنی طویل وعریض ہو کر دراز ہے کہ زمین کی مسافت بھی اس کے آگے کم ہے اسی طرح خالق ارض وسماء کے نزدیک بھی یہ حتمی بات ہے کہ

صحابہ کرام کے بغیر بعد والوں کو اسلام کی الف بھی نصیب نہیں ہو سکتی۔لہٰذا دین کے تحفظ کیلئے صحابہ کا تحفظ ضروری ہے اسی لئے توراۃ، انجیل اور دیگر آسمانی کتابوں میں صحابہ کرام کی تعریف و توصیف بیان فرمائی گئی اور قرآن پاک میں سات سو سے زائد آیات کو اتار کر ان کی عظمت کو چار چاند لگائے گئے تاکہ قیامت تک ہر کالے سانپ کے ڈنگ اور زہر کا تریاق قرآنی آیات کی صورت میں مہیا ہوتا رہے۔پس کفار کی جانب سے جو گروہ اسلام کا مقابلہ کرنے میدان میں اترا ہے اس نے عقائد و اعمال پر حملہ آور ہونے کی بجائے اللہ کی ذات پر حملہ کیا ہے کہ ہم اس خدا کو نہیں مانتے جس نے عثمان و معاویہ کو حکومت دی (ملخص رکشف اسرار) پھر وہ خاتم المرسلین کی نبوت پر حملہ آور ہوئے اور عقیدہ امامت کے نام سے بارہ منصوص من اللہ، معصوم، مفترض الطاعۃ افراد نکال ہے تاکہ امت کا اپنے نبی سے رشتہ کٹ جائے، صحابہ کرام چونکہ عقیدہ توحید و رسالت کے محافظ تھے اس لئے توحید و رسالت کا سرسری انکار کرنے کے بعد صحابہ کرامؓ پر تابڑ توڑ حملے کرنے لگے تاکہ ان کی حیثیت پوری طرح مجروح ہو جائے پھر جب صحابہ کرام کی راستے میں حائل رکاوٹ دور ہو گئی تو علی کو رب بنانا اور نبی کو مہدی کے ہاتھ پر بیعت کروا کر مرید بنانا مشکل نہیں رہے گا اس کے برعکس اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں صحابہ کرام کو ایمان کا معیار بناتا ہے عمل کیلئے انہی کو نمونہ قرار دیتا ہے، تاکہ نہ عقیدہ توحید پر ضرب لگانے والا وہاں تک پہنچ سکے نہ عقیدہ رسالت پر حملہ کامیاب ہو سکے، اوپر ایک مختصر سا نمونہ اسی خاکہ کا عرض کیا گیا ہے کہ اسلام کے دشمن اسلام کی اساس پر کس طرح جرح کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور ان سانپوں کے ڈسنے کا اللہ تعالیٰ کیسے تریاق مہیاء فرما رہا ہے، وہ صحابہ کرام پر جرح کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جواب دے کر صحابہ کرام آئینی شہادت کو مؤثر بناتا ہے، ہمارا یہ مقدمہ پیش خدمت ہے، انصاف کی عدالت میں۔اب

جس بندہ خدا کے دل میں انصاف کی کوئی رمق زندہ ہو وہ اس بحث، جرح اور اس کا جواب ملاحظہ فرما کر دل میں زندہ انصاف سے اس کا فیصلہ سن لے۔ دل میں موجود انصاف سے اس کا فیصلہ کروا لیجئے۔

آئے پانے روشنی جس کا جی چاہے
ہم نے تو دل جلا کر سرِ عام رکھ دیا

وما علینا الا البلاغ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد واله و اصحابه و بارک وسلم ثم صل علیه